مولانا عبدالقیوم حقانی فاضل و مدرس دارالعلوم حقانیہ

علامہ سمعانی سے ایک ملاقات

روغن ساز اور روغن فروش علماء کا تذکرہ

تین ماہ سے زائد عرصہ ہونے کو ہے کہ ہزار چاہت اور اشتیاق کے باوجود بھی "کتاب الانساب" کے مصنف علامہ عبدالکریم سمعانی (متوفی ۵۶۲ھ) سے شرفِ زیارت ملاقات اور گفتگو و استفادہ کا دوبارہ موقعہ نہ مل سکا۔

آج (۲۹ اپریل ۸۵ء) پھر شوقِ ملاقات اور ذوقِ استفادہ و تحصیلِ علم نے علامہ سمعانی سے کتابی ملاقات کا موقعہ بہم پہنچایا۔

آخر ان کی مجلسِ فیض و برکت (بصورت مطالعہ کتاب الانساب) تک دل نے پہنچا دیا۔ اور اپنی قسمت پہ نازاں ہوں کہ ہجومِ مشاغل اور کثرتِ کار کے باوجود بھی اللہ پاک نے اس مبارک اور پرسعادت مجلس تک رسائی میرے لیے آسان کر دی۔

بہرحال ان کی محفلِ فیض و برکت یا مجلسِ انس و افادہ میں حاضر ہوا۔ اجنبی ہونے کے باوجود بڑھ کر قریب ہو کر دیکھا کہ علامہ سمعانیؒ مفسرین، محدثین، ائمہ فن، علماء اور فضلاء، قضاۃ اور فقہاء کے جھرمٹ میں بیٹھے ہیں، سامعین اور ناظرین سے ان کا تعارف کرا رہے ہیں۔ کتاب الانساب کا صفحہ ۲۲۴ کھلا ہوا ہے۔ گفتگو کا عنوان اور موضوع کی شہ سرخی "الدھان" ہے۔

عربی زبان میں تیل اور روغن تیار کرنے والے یا تیل اور روغن کی تجارت کرنے والے کو دھان کہتے ہیں۔ علامہ سمعانی نے روغن ساز اور روغن فروش علماء و فضلاء، اور مفسرین و محدثین کی جس انداز سے یہاں فہرست مرتب کی ہے یوں لگتا ہے جیسا کہ روغن سازوں اور روغن فروشوں کی اس فہرست میں انہوں نے ملت کے دل و دماغ نکال کر کھینچ کر سامنے رکھ دیا۔ ان کی قلمی اور علمی تصویریں دیکھیں تو ایک سے ایک قابل اور فاضل نظر آیا۔ ان کے چہروں سے ذہانت ٹپکتی اور چہروں سے ذکاوت برستی تھی۔ پوری فہرست پڑھ ڈالی۔

علامہ سمعانیؒ نے علمی برادری کے چنے ہوئے جن روغن ساز فضلاء، روغن فروش مشاہیر، اہم علمی شخصیتوں اہم سکالروں کی علمی اور تاریخی مجلس اور بڑے معرکہ کی ایک مبارک تقریب کا انعقاد کیا۔ مجھے بھی جب کتاب الانساب

کے ذریعہ سے انہیں قریب سے دیکھنے، گفتگو سننے، بعض حضرات سے ملنے اور بات چیت کرنے کی سعادت میسّر آئی تو ان کی علمی دھاک اور روحانی عظمت کا سکّہ دل پر بیٹھ گیا۔

اس مبارک علمی اور تاریخی تقریب میں بظاہر نہ جوش خطابت تھا اور نہ الفاظ کی طلسم بندی نہ منطقی دلائل تھے اور نہ وہ خطابت کا حربہ چلانا جانتے تھے۔ بس اخلاص اور صداقت کی تصویریں تھیں۔ جواہرات کے سامنے انہوں پیش کردیں۔ علامہ سمعانیؒ کی متین، مدلل اور سلجھی ہوئی گفتگو اس پر مستزاد، آج ان کی محفل سعادت میں قلب کو کو خوب اطمینان اور سکون حاصل رہا۔ اجنبیت کافور ہوئی پہلی ہی ملاقات میں ایسے گھل مل گئے جیسے برسوں کی پرانی شناسائی ہو۔

علامہ سمعانیؒ کی بیان فرمودہ طویل فہرست سے جن پیشہ ور اور مزدور کار علماء وفضلاء سے قارئین کو متعارف کرانے کا گذشتہ نشست میں وعدہ کیا تھا اس سلسلہ میں آج کی نشست میں چند روغن ساز محدثین اور روغن فروش علماء وفضلاء کے مختصر تعارفی مقالہ کی پہلی قسط پیش خدمت ہے۔

مگر یاد رہے کہ ان حضرات کے ہاں روغن سازی اور روغن فروشی کی بڑی بڑی دکانیں، منڈیاں اور تجارتی مرکز تھے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ ان کو علمی مشغلہ کا ایسا ولولہ تھا کہ کاروبار کی وسعتیں، علمی جمعیتوں کی ہماہمی میں کبھی بھی کسی نقصان کا باعث نہ بن سکیں۔

علامہ صالح بن درہم عظیم محدث اور اپنے فن کے امام تھے۔ ابو الازہر کنیت اور دھان (روغن ساز یا روغن فروش) کے لقب سے مشہور تھے۔ اہل بصرہ سے تھے، علم حدیث، محدثین عراق سے حاصل کیا تھا۔ ان کے حلقۂ درس کی وسعت اور تلامذہ کے سلسلے کے پھیلاؤ کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت امام شعبہ بن حجاج جیسے عظیم محدث اور جلیل القدر امام ان سے حدیث کی روایت کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے معاشی بالخصوص تیل کے کاروبار روغن فروشی اور روغن سازی اور کولھو کے چکر کے ساتھ ساتھ درس و تدریس، افادہ واستفادہ اور تعلیم وتعلم کا دور بھی برابر جاری رہتا تھا۔

ہم جب تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو تعجب اس بات پر ہوتا ہے کہ حسنِ اتفاق سے صرف ایک دو نہیں، تقریباً ہر معتد بہ آبادی والے اسلامی شہر اور قصبات بلکہ دیہاتوں تک میں علماء اور محدثین کا مفت پڑھانے والوں کا ایک بڑا طبقہ موجود رہا جنہوں نے مختلف معاشی کاروبار کے ساتھ ساتھ درس و تدریس تصنیف و تالیف اور اشاعت علم کے مشغلہ کو بھی مفت جاری رکھا۔ تجارت کرتے، زراعت کرتے، محنت مزدوری کرتے روغن سازی اور روغن فروشی کرتے۔ لیکن سب کچھ کرنے کے ساتھ ساتھ روزانہ بالالتزام پڑھنے پڑھانے کا کا کام بھی آخر دم تک انجام دیتے رہتے۔

علامہ سمعانی نے اس فہرست میں محمد بن حمزہ بن احمد بن حرب کا تذکرہ بھی کیا ہے ۔ جن کی کنیت ابو علی اور لقب دھان (روغن ساز یا روغن فروش) ہے خطیب بغدادی نے بھی ان کا تفصیلی حال تاریخ بغداد میں تحریر کیا ہے ۔

ابو علی دھان ، امام وقت ، عظیم محدث اور فیض کثیر کے مالک تھے ۔ اپنے معاشی کاروبار روغن سازی اور روغن فروشی کے ساتھ ساتھ تمام عمر علوم نبوت اور تعلیمات رسول کی اشاعت کرتے رہے ۔ ان کی معاشی تگ و دو اور ضروریات کی کفالت کے سلسلہ میں سعی ، علم دین کی تدریس و تبلیغ کے لئے کسی قسم کی رکاوٹ نہ بن سکی ۔ آپ نے مشہور اساتذہ حدیث ابوبکر علی کوفی ۔ اور علی بن عبدالرحمن کوفی سے علم حدیث کی تحصیل کی اور جب پڑھاتے تو ان ہی حضرات سے حدیث کی روایت کرتے ۔

خطیب بغدادی اور ان کے بعض ہم عصر اکابر اساتذہ نے آپ سے علم حدیث کے تلمذ کا شرف حاصل کیا اور خطیب بغدادی نے آپ سے روایت بھی کی ہے ۔ موصوف کا بظاہر اپنا معاشی پیشہ دھانیت یعنی روغن سازی اور روغن فروشی تھا ۔ مگر اپنے پاس وہ جس قسم کا علمی کمال رکھتے تھے بغیر کسی لالچ اور معاوضے کے اس علم کو دوسروں تک پہنچانے کو گویا اپنا انسانی اور اخلاقی بلکہ دینی اور مذہبی فریضہ خیال کرتے تھے ۔

علامہ سمعانی نے اس فہرست میں جناب ابو احمد محمد بن عبداللہ بن احمد بن قاسم بن جامع دھان کا تذکرہ بھی کیا ہے جو بغداد کے رہنے والے تھے ۔ روغن سازی اور روغن فروشی کی وجہ سے دھان کے لقب سے زیادہ مشہور تھے ۔ حد درجہ متقی پرہیزگار ، صالح ثقہ اور معتمد محدث تھے ۔ علم حدیث سے خصوصی شغف اور اس کی تدریس و اشاعت کے بے حد شیدائی اور حریص تھے آپ کے مشہور اساتذۂ حدیث میں ابو رجاء محمد بن حمدویہ احمد بن علی حسین بن اسماعیل ۔ محمد بن مخلد اور حسین بن یحییٰ کے نام سر فہرست ہیں ۔

ابوبکر برقانی ۔ ابوالقاسم الازہری حسن بن محمد بن عمر نرسی ۔ محمد بن علی کو آپ ہی سے استفادہ تحصیل علم اور شرف تلمذ کی بدولت جاہ و منزلت اور علمی شہرت کا عظیم مقام حاصل ہوا ۔ اور واقعہ بھی یہ ہے جیسا کہ علامہ سمعانی کی "کتاب الانساب" اور تاریخ کی دوسری کتابوں کے پڑھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ علماء محدثین خواہ کسی بھی عہدہ اور پیشہ سے تعلق رکھتے ہوں کوئی قاضی ہو مفتی ہو یا روغن ساز اور صابون ساز ہو تاجر ہو یا مزدور تدریس اور معلمی کا کام نہ کرتا ہو قریب قریب اس زمانہ میں یہ بات ناقابل فہم تھی ۔

یہ ایک رواج تھا جو قرن ہا قرن سے مسلمانوں میں جاری تھا اور یہ رواج اس وقت تک باقی رہا جب تک کہ عدالتوں اور سرکاری محکموں پر بی اے اور ایم اے اور ایل ایل بی اور سول سروس کی ڈگریوں کی بجائے قرآن و حدیث اور علوم نبوت کے سند یافتوں کا قبضہ تھا ۔ مگر اب تو بدقسمتی سے علمی ذوق ، مطالعہ کتب اور تحصیل علم کے شوق میں بحد زوال آگیا ہے غور و فکر تو کجا ذوق مطالعہ بھی عنقا ہوتا جا رہا ہے بلکہ اتنی استعداد بھی باقی نہیں رہی کہ دوسروں ہی کے خیالات کو سمجھ کر پڑھ سکیں ۔ اور آج معاشی کاروبار کے ساتھ علمی اور تدریسی مشغلہ اور مطالعہ کتب تو کجا کتابوں کی گرد جھاڑنے کی اہلیت اور فرصت بھی بجز چند خوش نصیبوں کے